السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرے والد صاحب مجھے ایک حدیث سنا کر مجھ سے مال کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''آپ اور آپ کا مال بھی والد کا ہے۔'' حالانکہ میں خود بھی صاحب عیال ہوں اور میری ضروریات بھی ہیں۔ وضاحت کریں کہ مجھے کس حد تک اپنے والد کا مطالبہ پورا کرنا چاہیے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

والد کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے لے لے، بشرطیکہ وہ اس کا ذاتی طور پر ضرورت مند ہو، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس مال بھی ہے اور میری اولاد بھی ہے میرے والد مجھ سے مال لینا چاہتے ہیں، میں کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔'' [ابن ماجہ، التجارات: ۲۲۹۱]

ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا سب سے اچھا کھانا وہ ہے جو تمہاری کمائی کا ہو اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی سے ہے۔'' [ابن ماجہ، التجارات: ۲۲۹۲]

شارحین نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر لکھا ہے کہ والد اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے کھا سکتا ہے مگر بیٹا اپنے والد کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کھا سکتا۔ فقہا نے لکھا ہے کہ والد اپنے بیٹے کا مال درج ذیل شرائط کے ساتھ لے سکتا ہے۔

1۔ وہ بیٹے کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے۔

2۔ وہ ایسی چیز نہ لے جس کی بیٹے کو خود ضرورت ہو۔

3۔ وہ ایک بیٹے سے لے کر دوسرے بیٹے کو نہ دے۔

4۔ یہ لینا دینا دونوں میں سے کسی ایک کا بھی مرض موت میں نہ ہو۔

5۔ والد کافر اور بیٹا مسلمان نہ ہو یعنی ان کے دین مختلف نہ ہوں۔

ان شرائط کی موجودگی میں باپ اپنے ذاتی استعمال کھانے پینے اور لباس وغیرہ کے لئے جب چاہے، اپنے بیٹے کا مال لے سکتا ہے۔ بعض حضرات نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ مال لیتے وقت بیٹے کی رضامندی بھی ضروری ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔'' [مسند امام احمد، ص: ۷۲، ج۵]

لیکن ہمارے نزدیک اس شرط کا اطلاق عام انسانوں کے لئے ہے۔ ابن ماجہ کی پیش کردہ حدیث کے مطابق باپ اس سے مستثنیٰ ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:440